کشمیر کے چند مایۂ ناز

بزرگ عالم و صوفی

محمد اشرف فاضلی

بڑھ پورہ ۔ سرینگر

ASL 187	–	Molana Shamsuddin Tabrizi (645 H) Translated by Kh. Nazir Ahmad Keshtwari 1418 H / 1997 AD Published by Mohammad Ashraf Fazili. (49 Pages)
ASL – 188	–	Biography of Kh. Hasibullah Attar (RA) pub. by Mohammad Ashraf Fazili. 1418 H / 1997 AD. 10 Pages.
ASL – 189 (one Page)	–	Mojiza Quran – 1 Page
ASL – 190 (14 Pages)	–	Kashmir ke Chand Buzarg, Alim, Sofi by Mohammad Ashraf Fazili. 1409 H / 1989
ASL – 191 (12 Pages)	1989	Janobi Hindustan Mein Islam ki Ibtida جنوبی ہندوستان میں اسلام کی ابتداء Mohammad Ashraf Fazili.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

یک زمانہ صحبتے با اولیاء — بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا
گر تو سنگِ خارہ مرمر شوی — چوں بصاحبدل رسی گوہر شوی

مولانا رومیؒ ————

کشمیر کے چند مایۂ ناز بزرگ عالم و صوفی

نمبر شمار	نام	متوفی	مدفن
۱	ملا طاہر غنی عشائیؒ — شاعر	۹۷۹ھ	زینہ کدل
۲	شیخ بابا داؤد خاکیؒ — عالم و صوفی	۹۹۴ھ	زیارت مخدوم صاحب
۳	خواجہ طاہر رفیقؒ اشائی — قطب الاقطاب	۱۰۰۱ھ	فتحکدل
۴	شیخ یعقوب صرفیؒ — عالم و صوفی	۱۰۰۳ھ	زینہ کدل
۵	خواجہ محمد اعظم دیدہ مریؒ — مؤرخ عالم	۱۱۷۹ھ	بہاؤ الدین گنج بخش کے جنوبی دروازے کے باہر

اسلامک پروڈکشنز — بڑھ پورہ سرینگر-۱۱ کشمیر
تحریر — ۲۰ جون ۱۹۸۹ء — ۱۵ ذیقعدہ ۱۴۰۹ھ
خطاط — ریشی

مُلا طاہر غنی عشائی رح

عشائی خاندان کے اجداد شاہ ہمدان رح کے ہمراہ بخارا سے کشمیر تشریف لائے مُلا طاہر نے بیس سال کی عمر میں شاعری شروع کی۔ طاہر کا نام والد صاحب نے اس لئے رکھا تھا۔ کیونکہ ان کے والد صاحب کو خواجہ طاہر رفیقی عشائی رح کے ساتھ روحانی لگاؤ تھا۔ ان کی تعلیم ملا محسن فانی کے ہاں سے ہوئی۔ گورنر ظفر خان احسن کے عہد میں نواب ولید زمان طاہر کا بہت ہی دلدادہ تھا۔ انہوں نے دس ہزار شعر لکھے۔ ان کی وفات ۹۷۹ھ - ۱۶۶۸ء میں ہوئی اور گرگری محلہ (پرانا قطب الدین پورہ) زمینہ کدل میں دفن ہیں ان کی قبر ابھی دریافت نہیں ہوئی ہے۔ ان کے ایک شعر نے صائب کو ایران سے کشمیر کھینچ لایا۔ جس میں کہ ایک لفظ کشمیری زبان کا تھا۔ جو کہ درج ذیل ہے۔

موئے میان تو شدہ کرالہ پن ۔ کرد جدا کاسۂ سر ہا زتن

یعنی اتنا نازک کمر جتنا کہ ایک بال ہوتا ہے۔ جو کہ ایک برتن بنانے والے کو اُس ڈھلگے کا کام دیتا ہے۔ جیسے کہ گیلے برتن کو جُدا کیا جاتا ہے۔

شیخ بابا داوٗد خاکیؒ

آپ گنائی خاندان سے تعلق رکھتے تھے - لفظِ گنائی "گن" سے بنا ہے جس کا معنیٰ "قلم" ہے اور لکھنے والے کو گنائی کہتے ہیں - کیوں کہ وہ قلم استعمال کرتا ہے۔ "گنائی" کا خطاب سب سے پہلے "بڈشاہ" نے بابا عثمان اُچھپ کو عطا کیا تھا - جس کی تجہیز و تکفین میں سلطان نے خود شمولیت کی تھی۔ شیخ داوٗد یا بابا داوٗد ۹۲۸ ھ یا ۱۵۲۱ء میں پیدا ہوئے - ان کے والد صاحب کا نام شیخ حسن گنائی تھا۔ جو کہ ایک مشہور خطاط تھا - بابا داوٗد نے اپنی تعلیم مُلا بصیر خندہ لوانی اور علامہ رضی الدین سے حاصل کی بعد میں وہ سلطان نازک شاہ کے بیٹے کے اُستاد مقرر ہوئے - انہوں نے نوکری چھوڑ کر شیخ مخدوم حمزہؒ کی بیعت کی۔ چکوں کی حکمرانی میں گڑبڑ کے دوران آپ نے ہمراہ شیخ یعقوب صرفیؒ دربار اکبری میں جاکر اُن سے مداخلت کی درخواست کی - واپسی پر بابا نے اسلام آباد (اننت ناگ) میں ۹۹۴ ھ یا ۱۵۸۵ء میں وفات پائی - اور وہ بابا ریشی صاحبؒ کی زیارت میں مدفون ہوئے۔ کئی سال گزرنے کے بعد ان کی نعش مبارک کو نکال کر زیارت شیخ حمزہ مخدوم سرینگر میں دفنایا گیا۔ جہاں کہ ان کے روحانی پیشوا بھی قیام پذیر تھے۔ "خاکی" بابا داوٗد کا تخلص تھا - اُنہوں نے کئی کتابیں لکھی ہیں جن میں کچھ درج ذیل ہیں :-

۱۔ وردالمریدین

۲۔ قصیدہ جلالیہ

۳۔ قصیدہ لامیہ

۴۔ قصیدہ غوثیہ

۵۔ قصیدہ خمریہ

۶۔ دستورالسالکین

۷۔ مجموعۃ الفوائد

ضرورت اس بات کی ہے کہ اس قومی ورثہ کو ہم مروجہ زبانوں یعنی اردو اور انگریزی میں ترجمہ کرا کے عوام کو ان کے کمالات سے واقف کریں۔

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ

اللہ تعالیٰ کے پاس پرہیزگار ہی بزرگ تر ہے

لَیْسَ الْجَمَالُ بِالثِّیَابِ تَزَیَّنَّا

اِنَّ الْجَمَالَ جَمَالُ الْعِلْمِ وَالْحَسَبِ

پوشاک کی زینت سے علم و حسب کا زینت ہی اصلی زینت ہے

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ ۝

اسلاف کو بھلا کر اخلاف گمراہ ہو جائینگے۔

شنیدم کہ در روز امید و بیم

بداں را بہ نیکاں ببخشد کریم

سنا ہے کہ روز قیامت نیکوں کی بدولت

بدوں کی بخشش ممکن ہے

خواجہ طاہر رفیقؒ

اشائی خاندان سے تھے۔ شروع میں اویسی تھے اور حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات سے فیضیاب ہوئے تھے۔ بارہ برس تک بزازی کی دکان یونہی کرتے تھے۔ مال کی بکری کی طرف چنداں توجہ نہ تھی۔ ان کے والد کو کچھ وسوسہ سا پیدا ہوگیا اور دکان کی پڑتال کی۔ دیکھا کہ صندوق اور برتن روپیوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ ایک دفعہ ان کے والد خواجہ ابراہیم اشائی تجارت کے لئے لاہور چلے گئے۔ ان دنوں میں شیخ عبدالشکور جو مخدوم بہاؤ الدین ذکریا ملتانی رح کے پوتوں میں سے تھے، لاہور تشریف لائے۔ ان کی بزرگی اور ولایت کا شہرہ لاہور میں ہوگیا۔ خواجہ ابراہیم بھی ملاقات سے سرفراز ہوئے۔ ایک دن خواجہ ابراہیم نے شیخ عبد شکور کو ڈیرہ پر آنے کی دعوت دی۔ اور حضرت شیخ معہ یاروں کے تشریف لے گئے ضیافت تناول فرمانے کے موقعہ پر خواجہ ابراہیم نے ایک عجیب و غریب تحفہ حضرت شیخ کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت شیخ تحفہ دیکھ کر نہایت خوش ہوگئے اور فرمائے خواجہ ہم سے بھی کچھ مانگو۔ خواجہ نے عرض کی کہ کشمیر میں میری لڑکی بیمار رہتی ہے۔ اس کے حق میں دعائے خیر فرمایئں۔ حضرت شیخ نے دعا کی اور فرمایا۔ یہ کون مشکل کام تھا۔ اس سے بہتر کوئی چیز مانگو۔ التماس کی جو کچھ عنایت ہو۔ مجھے قبول ہے۔ حضرت شیخ نے فرمایا کتنے بیٹے رکھتے ہو۔ عرض کی دو بیٹے۔ فرمائے جو خواجہ طاہر ہے۔ مجھے اپنا

خلیفہ بنا تا ہوں۔ خواجہ نے کہا۔ حضرت وہ تو کشمیر میں ہے۔ شیخ مسکرائے اور خواجہ نے اپنے بیٹے خواجہ طاہر کو مجلس میں دیکھا۔ شیخ عبداللہ کو نے خط ارشاد - اسناد - اذکاروں میں بیٹھنے کے طریقوں کی تعلیم۔ طریقت کے قاعدے اور مسئلے۔ خلوت نشینی کے آداب طالبوں اور مریدوں سے بیعت لینے کی اجازت تحریر کر کے خواجہ ابراہیم کے حوالے خواجہ طاہر کو پہنچانے کے لئے کئے اور فاتحہ پڑھ کر دُعا کی۔ اپنی تسبیح (مالا) اور خرقہ (گدڑی) بھی دیئے اور فرمایا میں مشکلات کے وقت ہر وقت اس کے پاس حاضر ہوں گا۔ خواجہ ابراہیم جب کشمیر واپس آیا تو اس نے خواجہ طاہر کو امانت کی چیزیں دے دیں۔ خواجہ طاہر کا حال یہ عطیے وصول کرتے ہی کچھ سے کچھ ہو گیا۔ تحائف لیتے ہی مجاہدہ کے منزل سے مشاہدہ کے مقام پر پہنچ گیا۔ اعلیٰ مرتبہ حاصل کیا سلوک میں یہ مرتبہ حاصل ہونے کے بعد بھی حضرت خواجہ بزازی کی دکان پر بیٹھتے تھے۔ ایک دن حضرت خضر علیہ السلام نے اشارہ دیا۔ سب سے بُری جگہیں بازار ہیں۔ حضرت خواجہ نے دُوکان چھوڑ دی اور وانی گام جا کر جہاں ان کی اپنی زمین تھی۔ کاشتکاری کرنے لگے۔ حضرت خواجہ طاہر کو حضرت مخدوم رح۔ شیخ یعقوب صرفی رح - میر بابا دالی رح اور بابا ہردے ریشی کے ساتھ دوستی تھی۔ سلسلہ سہروردیہ۔ نقشبندیہ - کبرویہ اور قادریہ میں ممتاز تھے۔ حضرت سلطان العارفین فرماتے تھے۔ حضرت خواجہ طاہر نے سرمایہ کو خزانہ میں جمع کر کے محفوظ رکھا۔ میں زمیندار تھا میں نے خرچ کیا۔ حضرت خواجہ فرماتے تھے مجھے بارگاہِ الٰہی سے بخشائش عطا ہوئی۔ میں نے اسی طرح محفوظ رکھیں۔ حضرت مخدوم رح نے تجارت کر کے اس کو بڑھایا۔ حضرت مخدوم فرماتے تھے کہ میں نے اور انہوں (خواجہ طاہر نے) مساوی درجہ کی خدمت کی۔ مجھے تو صرف مزدوری دی گئی اور ان کو مزدوری ملی اور پھر انعام ملا۔ کچھ مورخوں کا خیال ہے کہ حضرت خواجہ کچھ مُدت تک منصب الاقطاب" تھے۔ (وقت کے مالک تھے) ایک دن یعقوب خان حکمران خواجہ کے پاس آیا۔ راستے میں نوکر کو کہہ رکھا کہ جب میں اشارہ کروں تو حضرت خواجہ کو ... یعقوب خان حضرت خواجہ کے پاس اندر چلا گیا۔ انہوں نے برتن میں

کچھ انڈے لاکر اس کے سامنے رکھدیئے۔ اس نے انڈوں کو چھلکا اُتارنے کے بغیر ہی کھالیا۔ اور رخصت چاہی۔ باہر آکر نوکر نے پوچھا آپ کیوں پیچھے ہٹ گئے ہیں اور آپ نے اشارہ کیوں نہیں کیا۔ کہا میں نے مجلس میں ایک مُنہ کھولے ہوئے شیر کو دیکھا۔ اور میں سخت ڈر گیا کہ مجھ پر حملہ نہ کرے۔ ایکدن ملک مسعود کی مسجد کے امام نے ان کے پاس تنگدستی کی شکایت کی۔ انہوں نے فرمایا۔ لوگوں کے خوابوں کی تعبیر بتایا کرو۔ اسی وقت اس کو خوابوں کی تعبیر بتانے کا ملکہ پیدا ہوگیا اور لوگوں کو خوابوں کی تعبیر بتانے لگے۔ افلاس دُور ہوگیا۔ ایک دن اشائی مسجد کے امام نے آزمائش کے طور پر عرض کی۔ مجھے کوئی چیز عطا کریں۔ جس سے مردہ زندہ ہوجائے۔ حضرت خواجہ نے اپنی چٹائی کا ایک تنکا کاٹ کر دیا۔ اس نے ٹھٹھا سمجھ کر پگڑی میں رکھا اور جناب سے رخصت لے کر نکلا۔ کچھ قدم چلتے ہی راستے میں ایک مری ہوئی چڑیا نظر آئی۔ تنکا پگڑی سے نکالکر اس پر رکھدیا۔ چڑیا زندہ ہوگئی اور تنکے کو چونچ میں لے کر اُڑ گئی۔ امام صاحب حیران ہوکر دیکھتے ہی رہ گئے۔ لکھتے ہیں کہ ان کے ایک اخلاص مند نے اپنے حال کی سختی اور تنگدستی کا گلہ ان کی خدمت میں آکر کیا۔ اُنہوں نے فرمایا۔ شام نماز کے سجدے میں آج کے دن سے تم کو روزانہ ایک ایک اشرفی ماتھے کے نیچے ملتی رہے گی۔ اسی کو عیال پر خرچ کیا کرو۔ دوسرے دن کے لئے اس میں سے کچھ بھی نہ رکھو۔ مدت تک اشرفی (سونے کا پہاڑ) ملتی رہی۔ ایک دفعہ اس نے بازور سے زعفران کی کچھ کیاریاں خریدیں۔ سجدے میں اسی شام سے اشرفی بند ہوگئیں۔ شیعہ حاکموں کی ایذارسانی اور تکلیف دہی کے دلوں اس ملک کے اکثر عالم اور فاضل صلح اور بزرگ یہاں سے ہجرت کر گئے۔ حضرت خواجہ شہر چھوڑ کر مراج کے کوہتانوں میں نو برس رہ کر گوشہ نشینی کرتے رہے۔ اس علاقے کے بے شمار لوگ ان کے فرمانبردار اور مُرید ہوگئے۔ کچھ مدت لورہ گام کُولی۔ اور میر میں گذارا۔ یہ پرگنہ اُڈلر کے گاؤں میں اور کچھ مدت پرگنہ کوٹہار کے گاؤں سامون میں گذارا اور پھر شیخ یعقوب صرفیؒ اور بابا داؤد خاکیؒ کے ساتھ شاہ آباد پہنچے اور آدرسہ کے گھر میں جو اس علاقے کا رئیس تھا۔ کچھ دیر ٹھیرے۔ آدرسہ مسلمان ہوگیا۔ یہاں سے

شیخ یعقوب صرفی ادر بابا داؤد خاکی اور یہاں کے بڑے بڑے رئیس ہندوستان گئے اور اکبر بادشاہ کی فوج ساتھ لاکر کشمیر آئے اور ملک کو شیعوں (چکوں) کے ہاتھوں سے چھڑایا۔ لکھتے ہیں ہجرت کے موقعہ پر جب اُولر کے علاقے میں تنہا پہنچے تو کاٹنے والی ایک جھاڑی کے نیچے بہ دن خلوت نشین ہوگئے۔ اکتالیسویں دن ایک صاف دل اور روشن ضمیر بوڑھے نے بہت دُور ٹیلے پر نور کی روشنی چمکتی ہوئی دیکھی۔ یہ دوڑتا ہوا موقعہ پر پہنچا اور حضرت خواجہ کو خاردار جھاڑی سے نکال کر اپنے گھر لایا۔ جہاں انہوں نے ۶ مہینے گذارے ایک دن نہر کے کنارے وضو کرتے تھے۔ آدھی جلی لکڑی بہتی ہوئی آئی انہوں نے اٹھا کر کنارے پر رکھ دی۔ درویش بوڑھا وہیں تھا۔ اس نے التماس کی۔ اس کو اپنے ہاتھ سے لگائیں اس کے کہنے پر حضرت خواجہ نے لکڑی کو زمین میں گاڑ دیا وہ چنار آج تک سرسبز ہے۔ جب شیعوں کے غلبے کا خاتمہ ہوگیا جناب شہر آگئے اور فتحکدل میں سکونت اختیار کی۔ لوگوں کو ظاہری اور باطنی فیض پہنچانے میں مشغول ہوگئے۔ ۹۹۶ھ میں ایک خانقاہ تعمیر کی اور لنگر جاری کیا۔ غرہ ماہ ذالحجہ ۱۰۰۱ھ میں رحلت فرمائی۔ اور فتح کدل میں دفن ہوئے۔ جہاں ان کی زیارت مشہور ہے۔ "شیخ الاولیا اور شیخ کامل" تاریخ وفات ہے۔

●●

شیخ یعقوب صرفیؒ (ایشان صاحب)

آپؒ اپنے زمانے کے صفِ اول کے عالموں میں سے تھے۔ آپؒ بین الاقوامی شہرت کے عالم، فاضل اور صوفی بزرگ تھے۔ شیخ یعقوبؒ۔ شیخ حسن گنائی کے اولاد تھے اور عاصمی سلسلے کے ساتھ تعلق رکھتے تھے جو کہ خلیفہ حضرت عمر فاروقؓ کے فرزند عاصمؒ تک پہنچتا ہے۔

شیخ یعقوبؒ سات بیٹوں میں سے دوسرا فرزند تھا۔

آپؒ ۹۲۸ھ یعنی ۱۵۲۲ء میں پیدا ہوئے اور ۷۳ سال کی عمر پائی۔ سات سال کی عمر میں آپ نے حفظ قرآن مکمل کیا اور اسی عمر میں شعر کہنا بھی شروع کیا۔ آپ مُلا عینی کے شاگرد رہے ہیں جو کہ کشمیر میں وفات پاگئے اور مزار گنج بخش میں دفن ہوئے اور وہ مُلا عبدالرحمن جامیؒ کے بھی شاگرد تھے۔ جام ہرات میں ایک تحصیل ہے۔ مُلا عینی نے یہ پیشین گوئی کی تھی کہ شیخ یعقوبؒ جامی ثانی کی حیثیت سے اُبھریں گے۔

ان کے دوسرے اُستاد مُلا بصیر خان نخندہ لوانیؒ تھے۔ صرفیؒ نے حصولِ علم کے لئے بیرون ملک کا بھی سفر کیا۔ وہ سیالکوٹ۔ لاہور۔ کابل۔ سمرقند۔ مشہد۔ مکہ معظمہ۔ مدینہ طیبہ وغیرہ میں ٹھہرے اور ان جگہوں میں علم کی پیاس بجھائی۔ ۲۵ سال کی عمر میں آپؒ نے شادی کی۔

ان کا ایک فرزند محمد یوسف ہوا۔ جو کہ ابتدائی عمر میں ہی وفات پایا۔

مُلا عبدالقادر بدایونیؒ کے مطابق شیخ یعقوبؒ۔ شیخ حسن خوارزمیؒ (جو کہ ترکستان کے تھے) کے روحانی جانشین بن گئے۔ جو کہ حاجی محمد اعظمؒ (جو کہ شام میں ۹۵۶ھ میں وفات پائے) کے شاگرد تھے۔ شیخ یعقوبؒ نے زیارت گاہوں کا سفر کر کے عزت کا مقام حاصل کیا۔ شیخ یعقوبؒ نے مکہ شریف میں شیخ حاجر مکیؒ (جو کہ عالم حدیث تھے) سے ضروری اجازت حاصل کیا۔ اور حدیث میں درس دینا شروع کیا۔ شیخ یعقوبؒ ابن عربی کے مخطوطے سے صحیح واقف تھے۔ عرب شیخوں کے لباس میں رہ کر آپ نے عرب اور ایران کے عالموں کے ساتھ گفت و شنید کر کے کافی واقفیت حاصل کرلی۔ آپ ہندوستان اور کشمیر میں کافی شاگردوں کے استاد رہے شیخ یعقوبؒ نے فتح پور سیکری کے شیخ سلیم چشتی سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ دونوں حج کے موقعے پر اکھٹے تھے۔ شیخ یعقوبؒ نے عربی میں تقریظ لکھی جو کہ فیضی کی تفسیر "صوات الالہام" کا دیباچہ تھا۔ بدایونیؒ کہتے ہیں کہ آپ نے علم کُل حاصل کیا تھا اور علم کے تمام شاخوں میں آپ کا اختیار مانا جاتا تھا۔ اسمیں خاص کر قرانی تفاسیر۔ احادیث رسولؐ اور صوفی طریقت وغیرہ کے عربی علوم قابل ذکر ہیں۔ اور مذہبی معاملات میں آپ بڑے مذہبی رہنما مانے جاتے تھے۔ ابوالفضل آپ کو مذہبی معاملات میں سب سے بڑا عالم مانتا ہے۔ وفات سے پہلے آپ کے زیرِ قلم ایک تفسیر تھا۔ جو کہ آپکی مکمل علمی ذہانت کا سب سے تعجب خیز کارناموں میں سے ایک تھا۔ بدایونی۔ ہمایوں۔ اکبر کو شیخ یعقوبؒ پر کافی اعتماد تھا۔ اور انہوں نے انہیں دربار میں حاضری کا خلعت بخشا اور اپنے ماحول میں داخل کیا۔ اور ان کی کافی عزت اور احترام کرتے تھے۔ شیخ یعقوب صرفیؒ کی فیاضی اور وسیع النظری یکتا تھی۔ "دبستان" کے مولف کے مطابق آپ اپنے زمانے کے قطب تھے اور ایک محتاج خانہ چلاتے تھے۔ "صرفی" کا تخلص کئی شعروں میں اس لفظ کے استعمال سے عام ہوا۔ شاہ عبدالوہاب نوریؒ کے "فتوحات الکبرویہ" میں ان کے شاعری کے نمونے درج ہیں۔

مُلا عبدالرحمان جامیؒ کے خمسہ کے طرز پر صرفیؒ نے بھی خمسہ (پانچ مثنویاں) مکمل کیں۔ جو کہ ان کے اُستاد تھے۔ ان کا سابقہ خمسہ نظامی کا تھا۔

آپ بہت سی کتابوں کے مؤلف ہیں۔ صوفی روحانیت کے بارے میں باریک سوالات کے جوابات معہ تفسیر کے اُنہوں نے تحریر کیے رہیں۔ ابوالفضل کہتے ہیں کہ آپ شاعری کے تمام پہلوؤں سے بخوبی واقف تھے۔ بدایونی کا کہنا ہے کہ ان کی ذہانت بہترین شاعری کے لئے خداداد تھی۔

جب شیخ یعقوب رح ہندوستان میں تھے۔ تو شیخ احمد سرہندی رح (مجدد الف ثانی) شیخ یعقوب رح سے حدیث اور تصوف میں آپ سے تعلیم حاصل کرتے تھے۔ شیخ یعقوب رح ۱۲، ذلقعدہ ۱۰۰۳ھ یعنی ۱۵۹۴ء میں مغل حکومت شروع ہونے سے آٹھ سال بعد وفات پاگئے۔ اور محلہ زینہ کدل میں دفن ہوئے۔ اُن کا تاریخ وصال "شیخ امم بود" ہے۔ اُن کی تحریرات میں سے درجہ ذیل کتابیں ہیں:-

۱، تفسیر مسلک الاخیار
۲، وامق عذرا
۳، لیلیٰ مجنون
۴، مغازالنبیؐ
۵، مقاماتِ مُرشد
۶، دیوان
۷، قصیدہ
۸، غزلیں
۹، مناسک حج
۱۰، شرح صحیح بخاری

ان میں مغازالنبیؐ چھپا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ان کے انمول تحریرات کو مروجہ زبانوں میں ترجمہ کرا کے عام فہم بنادیں۔

قطب الدین پورہ زینہ کدل میں کئی اور اولی العظم ہستیاں دفن ہیں۔ جن میں کہ مُلا طاہر غنی رح (فارسی کا باکمال شاعر) خواجہ حبیب اللہ عطار رح۔ میر اسمٰعیل بخاری رح اور ملا محسن فانی رح (جو کہ مسجد شیخ موسیٰ گرگاڑی محلہ اور خانقاہ دارالشکوہ کے مغرب میں مدفون ہے) وغیرہ آرام پذیر ہیں۔

خواجہ محمد اعظم کول "مستغنیؔ" دیدہ مریؒ

آپ کے والد صاحب کا نام خیر الزمان خان تھا۔ آپ تاریخ کشمیر اعظمی کے مولف ہیں۔ اسے "واقعات کشمیری" کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ اور ۱۱۴۸ھ یا ۱۷۳۵ء میں شروع کی گئی اور ۱۱۵۹ھ یا ۱۷۴۶ء میں مکمل کی گئی۔ جن کتابوں سے خواجہ اعظم نے استفادہ کیا ہے وہ درجہ ذیل ہیں۔

۱، تاریخ سید علی ۲، تاریخ رشیدی از مرزا حیدر دوغلات

۳، منتخب التواریخ۔ از حسن بیگ ۴، تاریخ حیدر ملک چاڈورہ

۵، ریشی نامہ از ملا نصیب ۶، درجات السادات از خواجہ اسحاق نادچو

۷، اسرار الابرار از بابا داؤد مشکواتی ۸، تحفۃ الفقراء و دیگر مسائل از مرشد مصنف شیخ مراد ۹، ماشر عالمگیری۔

تاریخ اعظمی کا اردو ترجمہ دہلی میں ۱۸۴۶ء میں لتھو پریس پر چھپوایا گیا۔ خواجہ اعظم اپنے زمانے کے عالم اور صوفی بزرگ مانے جاتے تھے اور محمد مراد نقشبندیؒ کے مرید تھے۔ جو کہ کشمیر کے نامور صوفی بزرگ تھے۔ خواجہ اعظم کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ خاص کر آپ مؤرخ کی حیثیت سے مشہور ہیں اور مغلوں کے دور میں کشمیر میں رہائش پذیر تھے۔ آپ اعلیٰ پایہ کے شاعر بھی تھے اور ان کے کلام میں درجہ ذیل تصانیف قابل ذکر ہیں:-

۱۔ فوایدِ رضا
۲۔ فیض مرادُ
۳۔ فوایدُ المشائخ
۴۔ فراق نامہ
۵۔ تربیتُ الطالبین
۶۔ اشجار الخلد
۷۔ ثمرۃ الاشجار
۸۔ شرح کبریت احمر

آپ کے فرزند محمد اسلم منعمی نے تاریخ پر "گوہر عالم" لکھی ہے اور باپ کے کام میں کافی اضافہ کیا ہے۔

خواجہ صاحب کی وفات ۱۰ محرم ۱۱۷۹ھ یا ۱۷۶۵ء میں ضعف گردہ کی وجہ سے ہوئی۔ خواجہ صاحب قطب العالم بہاؤ الدین گنج بخش کے جنوبی دیوار کے باہر ملہ خواہ میں خاندانی مقبرے میں دفن ہیں اور ان کا مزار آثار قدیمہ کے تحویل میں ہے۔ لیکن مقبرے کے بچاؤ کے لئے ضروری اقدامات کرنے ابھی باقی ہیں۔

ان کی تصانیف کا اُردو اور انگریزی ترجمہ کر کے عام فہم بنانے کی اشد ضرورت ہے۔

●●

ماخذ ــــ

۱۔ تذکرۃ الاولیائے کشمیر ــــ موسوم بہ اسرار الاخیار حسن کھویہامی رح

۲۔ تاریخ اعظمی ــــ خواجہ اعظم دیدہ مری رح